www.emarsiya.com

خوشنما تھی تجھ لبِ نازک پہ سرخی پان کی — سامنے ہو جان کیا یاقوت اور مرجان کی
غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات چیت — سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبولؔ کو پیارے — سب خلق میں تمہارے مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہمدموں ملکِ عدم — کاٹ دیں گے یہ بھی چل کر راہ اٹھتے بیٹھتے
یاد سے تیری صنم اک آن ہم غافل نہیں — دھیان تیرا ہے مجھے واللہ اٹھتے بیٹھتے

پھیرے خدا رقیبوں سے جی میرے یار کا — اتنا ہی مدعا ہے دلِ بے قرار کا
آئینے کے سوا کرے کس کی طرف نظر — وہ مبتلا ہے اپنے ہی نقش و نگار کا

میرے پہلو میں رہ کے کیا لے گا — تو بھی جا دل، جدھر گئیں ہے چشم

اس گل کو ہم سے ملنے میں ہے ننگ اب تلک — جوں غنچہ ہر سحر ہے یہ دل تنگ اب تلک

تڑپیں ہیں کئی طالبِ دیدار تمہارے — یک حشر بپا ہے سرِ بازار تمہارے
وہ مردمک دیدۂ عشاق ہے واللہ — جو خال ہے چہرے پہ نمودار تمہارے

ہمارے کتب خانے میں ایک قلمی بیاضِ مراثی میں مقبولؔ کے دو نایاب مرثیے موجود ہیں۔

غیر مطبوعہ مرثیہ

(1)
میداں میں غل ہے سیدِ مظلوم آتے ہیں — دامن میں ایک ننھے سے بچے کو لاتے ہیں
تیروں کے ڈر سے گود کے اندر چھپاتے ہیں — شرمندگی سے فرقِ مبارک جھکاتے ہیں
یوسف ہزار جان سے قربان ہوتے ہیں
شبیر دیکھ دیکھ کے صورت کو روتے ہیں

www.emarsiya.com

۲

کہتے تھے رو رو کیا کروں ہے ہے کدھر میں جاؤں — اصغر تمھاری جان کو کس طرح سے بچاؤں
پانی کہاں سے لاکے تمہیں گھونٹ بھر پلاؤں — ملتا نہیں ہے کوئی کہ حالِ دل سناؤں
مظلوم پیارے فاطمہؑ کے نور عین کے
بیکس غریب چھوٹے مسافر حسینؑ کے

۳

لو اٹھو آنکھیں کھولو ذرا ہوش میں تو آؤ — چھٹتا ہے دل حسینؑ کا مژدے سے لب ہلاؤ
لو اٹھو دیکھ کے دریا کو مسکراؤ — ہم پانی مانگتے ہیں زباں خشک تم دکھاؤ
پانی نہ پایا گرمی سے تیوری بدلتے ہیں
میں صدقے کیا جہان سے پیاسے ہی جاتے ہیں

۴

بولو غریب میرے کلیجہ دھڑکتا ہے — ننھے گلے میں پیاس سے کیا دم اٹکتا ہے
تھرا رہے ہیں ہاتھ پسینہ ٹپکتا ہے — دم جلدی جلدی لیتے ہو منکا ڈھلکتا ہے
اماں کا ساتھ بیکسی میں چھوڑتے ہو تم
بابا کی آس پیری میں کیا توڑتے ہو تم

۵

یہ کہہ کے رخ سے گوشۂ دامن اٹھا دیا — فرزند نامراد کی صورت دکھا دیا
دکھلا کے ننھے ہونٹ سبھوں کو رلا دیا — دکھلا کے ننھا لاشہ زمیں کو ہلا دیا
دشمن پہ خاک اڑاتے ہیں بے چین ہوتے ہیں
اولاد والے پکڑے کلیجے کو روتے ہیں

۶

تھا شور ہر طرف سے خدایا دہائی ہے — یہ پیاس اور یہ گلِ رعنا دہائی ہے
یہ دھوپ اور یہ بلبلِ شیدا دہائی ہے — یہ ظلم اور یہ ننھا سا بچہ دہائی ہے
افسوس کس جفا میں ہے کنبہ رسولؐ کا
دم توڑتا ہے پیاس سے پوتا رسولؐ کا

۷

رو رو کہا امامؑ نے کیوں اے سپاہِ شام — اب بھی نہیں حسینؑ پہ کیا رحم کا مقام
بچے مرے تڑپتے ہیں بے پانی کے تمام — لختِ جگر ہیں ساقیِ کوثر کے تشنہ کام
تم سے سوال پانی کا اس بن میں لایا ہوں
خود پانی مانگنے کو میں خیمے سے آیا ہوں

www.emarsiya.com

۸

دنیا میں بےکسوں پہ سبھی رحم کھاتے ہیں — مہماں کو آبِ سرد جہاں میں پلاتے ہیں
اصغر ہمارے مفت میں ہاتھوں سے جاتے ہیں — اے کلمہ گو یہ پیاس سے غش ان کو آتے ہیں
پوتا ہے یہ علیؑ کا نواسا رسولؐ کا
پانی پلاؤ پیاسے کو صدقہ رسولؐ کا

۹

کس کس دکھوں سے ماں نے بچپن کو پالا ہے — گردن کا منکا باپ کے ہاتھوں پہ ڈالا ہے
ننھی زباں کو ہونٹوں پہ اپنے نکالا ہے — پانی ذرا پلا دو کہ یہ مرنے والا ہے
دیکھو رسولؐ آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں
زہراؑ تڑپ رہی ہیں علیؑ خاک اڑاتے ہیں

۱۰

ناگاہ حرملہ نے صدا دی کہ ٹھہر جاؤ — میں پانی بھیجتا ہوں انہیں پیاس بھر پلاؤ
سیراب کر کے نہر سے اس پھول کو لیجاؤ — آرام سے سکینہؑ کی آغوش میں سلاؤ
تڑپیں گے اب نہ روئیں گے نہ جان کھوئیں گے
تا روزِ حشر چین سے جھولے میں سوئیں گے

۱۱

یہ کہہ کے ایک تیرِ جفا ہاتھ میں لیا — چلّے میں جوڑ کر طرفِ شاہِ دیں بڑھا
جب حلقِ شاہ ملنے لگے عرشِ کبریا — چلائے مصطفیٰؐ ارے ظالم یہ کیا کیا
بچوں پہ اس کے رحم نہیں تجھ کو آتا ہے
کیوں بھولی بھولی شکل جہاں سے مٹاتا ہے

۱۲

گھبرا کے چیختے تھے علیؑ کی دہائی ہے — یا شیرِ کبریا دمِ مشکل کشائی ہے
پردیس میں بتولؑ کے گھر کی صفائی ہے — سر ننگے فاطمہؑ کی بہو رن میں آئی ہے
بے جرم قتل کرتے ہیں اس نونہال کو
دادا بچا لو تیر سے بانوؑ کے لعل کو

۱۳

ناگہ ہوا یہ شور کہ ہنسی سے گذر گئے — لو تیر کھا کے اصغرؑ معصوم مر گئے
پانی نہ پایا ساقیِ کوثر کے گھر گئے — ننھے سے بال خون میں گردن کے بھر گئے
ٹوپی گری ہوئی ہے کھلے سر کے بال ہیں
منت کی ساری جھنلیاں لہو میں لال ہیں

www.emarsiya.com

۱۴
ہاتھوں پہ چونک پڑتے ہیں کروٹ بدلتے ہیں   حلقوم سے کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہیں
لہو کے ساتھ دودھ گلے سے اُگلتے ہیں   لے لے کے خون منہ پہ حسینؑ اپنے ملتے ہیں
لگتے ہی تیر ننھا کلیجہ دہل گیا
اماں کہا زبان سے اور دم نکل گیا

۱۵
اب آس پوری ہو چکی ارمان ہو چکا   ہچکی پہ پردہ آ گیا بے جان ہو چکا
دریا پہ آئے پیاس کا سامان ہو چکا   لو باغ سب حسینؑ کا ویران ہو چکا
بے آب تین روز سے یہ تشنہ کام تھا
ایک ہچکی ایسی آئی کہ قصہ تمام تھا

۱۶
یہ ذکر تھا کہ باپ کا نقشہ بدل گیا   مردے کو دیکھا اور کلیجہ پگھل گیا
پونچھا لہو کہ چہرے سے سینہ اُبل گیا   جب تیر کھینچا حلق سے بس دم نکل گیا
تڑپا یہ دل کے غم سے کمر ٹوٹنے لگی
ہاتھوں سے ذوالفقار علیؑ چھوٹنے لگی

۱۷
پھر خاک پر لٹا دیا لاشہ بچشمِ زار   کھینچی کمر سے شیرِ الٰہی کی ذوالفقار
رو رو بنائی ریت میں ایک ننھی سی مزار   لاشے کو رکھا پھر لگے تھرانے بار بار
ہاتھوں سے خاک منہ پہ اُڑائی نہ جاتی تھی
مٹی میں بھولی شکل چھپائی نہ جاتی تھی

۱۸
آخر کو لاشہ گود کے اندر اُٹھا لیا   منہ چوما حلق چوما جبیں چوما خوب سا
دل پہ رکھا جگر پہ رکھا لب سے لب ملا   زلفوں کو سونگھا سینے کو سونگھا بے برملا
تڑپے اس حال سے کہ فرشتے دہل پڑے
مرقد سے خاک اڑاتے محمدؐ نکل پڑے

۱۹
دنیا میں کچھ مزے نہ اُٹھائے کہ مر گئے   باتیں نہ میٹھی میٹھی سنائے کہ مر گئے
انگلی پکڑ کے چلنے نہ پائے کہ مر گئے   منت کے طوق بھی نہ بڑھائے کہ مر گئے
کرتا نشانی خوں بھرا اماں کو دے گئے
ارمان جی میں پانی نہ پایا کہ مر گئے

www.emarsiya.com

۳۰
آنسو بہا کے کہتے تھے فریاد یا علیؑ — مٹی اڑا کے کہتے تھے فریاد یا علیؑ
بازو دکھا کے کہتے تھے فریاد یا علیؑ — لاشہ دکھا کے کہتے تھے فریاد یا علیؑ
کس کس مصیبتوں میں یہ کنبہ تمہارا ہے
بے جرم ظالموں نے یہ اصغرؑ کو مارا ہے

۳۱
القصہ لاشہ بر میں اٹھایا حسینؑ نے — چھاتی سے بار بار لگایا حسینؑ نے
دامن عبا کا منہ پہ اڑھایا حسینؑ نے — خیمے کے سمت رخ کو پھرایا حسینؑ نے
سیدانیوں سے آنکھ نہ اپنی ملاتے تھے
جب دیکھتے تھے بانوؑ کو گردن جھکاتے تھے

۳۲
واں آلِ مصطفیٰؐ پہ قیامت گذر گئی — ہر اک رسول زادی بلا موت مر گئی
اصغرؑ کی شکل چاند سی آنکھوں میں پھر گئی — دریا کو دیکھا پیاس سے اور چھاتی بھر گئی
پیدا تھا شور فاطمہؑ زہرا کے بین سے
مٹی میں لوٹنے لگے بچے حسینؑ کے

۳۳
ناگہ پکارا بانوؑ نے مسند کوئی بچھاؤ — سیراب ہو کے آئے ہیں اصغر انہیں لے جاؤ
آئی ہے نیند چین سے جھولے میں جا سلاؤ — منت کے کنگنے بیبیاں تم آ کے سب بڑھاؤ
چھوٹا سا دولہا بن کے مرا لعل آیا ہے
رنگین کرتا موت نے بر میں پنہایا ہے

۳۴
پھر لے کے لاشہ چھاتی سے اپنے لگا لیا — مسند بچھائی خون بھرا مردہ لٹا دیا
گورے بدن میں لال شلوکہ پنہا دیا — سہرا لگا کے عرش خدا کو ہلا دیا
خیمے میں سارے حشر کے سامان کر دیئے
سیدانیوں نے بال پریشان کر دیئے

۳۵
کہتی تھیں بانوؑ اے مرے کیا کیا ستم اٹھائے — فاقے رہے ستم ہے اک دن نہ چین پائے
سوکھی زبان اہل جفا کو بہت دکھائے — پانی کو دیکھ کے تڑپے تھے روئے مسکرائے
تو دن سے دودھ خشک نہ پانی نہ کھانا تھا
گرمی تھی غش تھا پیاس تھی آنکھیں پھرانا تھا

www.emarsiya.com

(۲۶)
اے میرے پیارے اے میرے نادان الوداع — بے کس شہید پیاسے پہ ارمان الوداع
مظلوم الوداع اے مری جان الوداع — بانوؔ کے چھ مہینے کے مہمان الوداع
اماں کو چھوڑ موت کے پہلو میں سو گئے
اُمت پہ نانا جان کی قربان ہو گئے

(۲۷)
مقبولؔ بس خموش کہ دل کو نہیں ہے تاب — اب عرض کر حسینؑ کی درگاہ میں شتاب
اے مالک جہاں شہ عالی وقار جناب — ذاکر کو تیرے فکر ہے ان روزوں بے حساب
اس فکر جاں گداز سے میری رہائی ہو
قدرت کے ہاتھ سے مری عقدہ کشائی ہو

غیر مطبوعہ مرثیہ

(۱)
دنیا سے آج مومنو اصغرؔ کا کوچ ہے — نو دن کے بھوکے پیاسے مسافر کا کوچ ہے
بانوؔ کے نونہال کے دلبر کا کوچ ہے — اک ان کا کوچ کیا ہے کہ سب گھر کا کوچ ہے
ننھی سی جان پیاس سے جھولے میں جاتی ہے
آنکھوں سے سوجھتا نہیں سانس اُلٹی آتی ہے

(۲)
نیلے ہیں ہونٹ پیاسے ہی دنیا سے جاتے ہیں — بینائی ساری جا چکی آنکھیں پھراتے ہیں
کانٹے زباں پہ پیاس کی شدت سے آتے ہیں — طاقت نہیں بیان کی پر لب ہلاتے ہیں
تن کانپتا ہے ضعف سے دل تھرتھراتا ہے
آنکھوں کا نور ہو گیا زائل غش آتا ہے

(۳)
رعشہ ہے ہاتھ پاؤں میں اور رنگ زرد ہے — سینے میں دل تڑپتا ہے سب جسم سرد ہے
سوکھی زباں ہے ننھے کلیجے میں درد ہے — سارے جھنڈولے بالوں میں میداں کی گرد ہے
چڑیا کی طرح پیاس سے لب کھول دیتے ہیں
گھبرا کے ننھے ہاتھوں سے دل تھام لیتے ہیں

(۴)
اصغرؔ جہاں سے جاتے ہیں لوگو میں کیا کروں — رخصت کو ہاتھ اٹھاتے ہیں لوگو میں کیا کروں
بے کس ہمیں بناتے ہیں لوگو میں کیا کروں — جنگل کے تئیں بساتے ہیں لوگو میں کیا کروں
کرتے نہیں اشارے نہ ہنستے نہ روتے ہیں
پھیلائے پاؤں جھولے میں بے ہوش سوتے ہیں